



"منہاج اضحاک کو جانتے ہوں میرے پرداد تھے - ساتھ ملکوں کی
کی پولیس تلاش کر رہی ہے انکو" -

"میرے دادترکی کے مشہور گینگسٹر تھے عبد الرحمن پاشا عرف پاشا بے"

وہ چھوڑنے پر آئی تو کافی لمبی لمبی ہانک رہی تھی - وہ لڑکا شدد رہ گیا تھا -

"میرا باپ ڈان ہے ڈیول نام تو سننا ہی ہو گا" -



عشق باز

از قلم

رمشه نذر

آسمان پر بادل ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔ ایک تسلسل سے ہوائیں
چل رہی تھی۔ ہر طرف معطر سی بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ کچھ لوگ
وہاں دیوانہ وار محورِ قص تھے۔ وہ آج پھر سر پر رومال باندھے
"دربارِ عشق" میں حاضر تھا۔ وہ آج پھر سے سچی محبت کی صداقت
اور تلاش میں یہاں آیا تھا۔

"میں نے آج پھر سے دوبارہ اپنی محبت گنوا دی۔" وہ دعا کیلئے اپنے
ہاتھ بلند کیے۔ نظریں جھکائیں سرگوشی میں گویا تھا۔
وہ بے بسی کی انتہا پر تھا۔ یہ عشق ہوتا ہی اتنا ظالم ہے انسان کو زرہ
زرہ کا مستحاج بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ اس در کا سوالی بن گیا تھا۔

"وہ بس جہاں بھی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کو صحیح و سلامت رکھنا،،، اس
کی حفاظت اور تحفظ میں آپ پر چھوڑتا ہوں میرے رب۔" وہ اپنے محبوب
کے لئے دعا گو تھا۔

"اگر وہ میرا نصیب ہے تو مجھے اس سے ملا دے۔ میری بے قراری
کو چین دے۔" وہ یاسیت اور ادا سی سے بولا۔
تبھی کسی ہاتھ کا مانوس سا لمس اس کو کندھے پر محسوس ہوا تو اس نے چونک
کر پیچھے کی جانب دیکھا تو کہیں آنسو متواتر سے بہہ نکلے تھے۔
دعائیں اتنی جلدی قبول ہوتی ہے یہ اسنے صرف سنا تھا آج دیکھ بھی لیا تھا۔
سچے دل سے مانگی گی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔

"فتویٰ لگا دو اس عشق پر

کعبخت نے برباد کر رکھا ہے۔"

"مما جلدی آئیں پلیز-----" - دیا زور زور سے چلا رہی تھی -
"کیا آفت آن پڑی ہے دیا -" وو کمرے میں داخل ہو کر قد رے خفگی
سے بولی تھیں -

دیا جس کی خوبصورت شہد رنگ آنکھیں پانیوں سے بھری ہوئی تھی - گلابی
رنگت غصے اور رونے سے سرخ لہو ہو رہی تھی -

"مما ان گدھوں نے پھر سے وہی حرکت کی میرے ساتھ -" وو
اپنے کالج بیگ کو آگے دیکھتے ہوئے روہا نسا تھی - بیگ میں مصنوعی تنوع
طرح کے کاکروچ اور چھپکیاں تھی -

"چپ کرو بد تمیز تائی نے سن لیا نا --- قہر برپا کر دیگی -" وو اسے ڈپٹتی
ہوئی بولی - تو دیا کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا -

"مما میں نے ان لوگوں کا کیا بگاڑا ہے ----- وو کیوں کر وقت میرے
پچھے پڑے رہتے ہیں -" وو معصومیت سے بولتی ہوئی پڑے آخر میں رو دی -

"بیٹا بھائی ہے تمہارے - بھائی تو مذاق کرتے رہتے ہے اس میں
خفا ہونے والی کوئی بات نہیں - تمہیں اب عادت پڑ جانی چاہے تھی -"
نایاب بڑی رسائیت سے اسکو سمجھا رہی تھی -

"بھائی نہیں جلا دے وو ----- ہر وقت مجھے تنگ کرتے ہے -" وو منہ
پھلا کر گویا ہوئی تھی -

تبھی صدف بیگم کمرے میں داخل ہوئی تھی - تو وہ دونوں اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی - دیا نے جلدی سے آنسو صاف کیے تھے -

"دیا زرا کچن میں آنا حیدر لوگوں نے بریانی کی فرمائش کی ہے - اس میں تمہارا تجربہ بھی ہو جائے گا اور بریانی بھی بن جائے گی" - صدف بیگم نے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا -

"مما ----" - اس نے التجائی نظروں سے ماں سے مدد طلب کرنی چاہی تھی - صدف بیگم ناگوار سے ناک سیکڑ کر بولی -

"اتنے نخرے مت دکھاؤ دیا بی بی ---- کل کو اگلے گھر جاؤ گی تو وہاں تمہاری ماں تمہارا سایہ بن کر نہیں آئے گی -"

"بھابھی بچی ہے ---- آپ فکر نہیں کریں میں بھیجتی ہوں اس کو نیچے -" وہ پر خلوص لہجے میں گویا تھی -

"حد ہے ویسے نایاب ---- شادی کی عمر ہو گی ہے اسکی اور یہ تمہارے لئے ابھی بچی ہے -" وہ طنزیہ لہجے میں کہتی ہوئی باہر کی طرف چل دی تھی - چھپے دیا منہ میں ہی مہمننائی -

"بوڑھی ہو گی ہے ---- مگر اکڑ نہیں گی -" نایاب بس دیا کو گھور کر رہ گئی تھی -

#####

"اے کتے، کمینے، لوفر، زلیل، حرام زادے، گدھے
آئندہ کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا بھی دیکھا تو منہ توڑ کر ہاتھ میں دے
دو گی۔"

یہ منظر تھا لاہور کے گرلز کالج کے روڈ کا۔ جہاں اس وقت اچھا خاصا
رش تھا۔ لوگ بڑے مزے سے انجوائے کر رہے تھے۔ اور کچھ ویڈیو بننے
میں مشغول تھے۔

"بہن کیا ہو گیا ہے؟" - وہ اپنے سامنے کھڑی پھری ہوئی شیرنی سے بولا تھا۔
جو کب سے اسکو لاتعداد گالیوں سے نواز رہی تھی۔

"بہن ہو گی تیری ماں۔۔۔۔ ایشال عباس نام ہے میرا۔ انڈر ورلڈ تھر
تھر کا پنتا ہے میرے نام سے۔" - وہ بہن لفظ پہ اس لڑکے کو مکا دیکھا
کر گویا تھی۔ رش اب جھٹنے لگا تھا۔ مگر وہ اب بھی روڈ کو بلاک کر کے
کھڑی تھی۔

"کون ہوں تم۔" لڑکے نے تجسس سے پوچھا۔

"منہاج اضحاک کو جانتے ہوں میرے پرداد تھے۔ ساتھ ملکوں کی پولیس
تلاش کر رہی ہے انکو۔"

"میرے دادترکی مشور گینگسٹر تھے عبدالرحمان پاشا حرف پاشا بے -"
 وو چھوڑنے پر آئی تو کافی لمبی لمبی ہانک رہی تھی - وو لڑکا تو ششدر ہ گیا تھا -
 خوف سے اس کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے تھے -
 "اور میرا باپ ڈان ہے ڈیول نام تو سنا ہی ہوگا -" اس کے چہرے پر
 سنجیدگی صاف صاف نمایاں تھی کہیں - سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وو
 مذاق کر رہی تھی -

"ہم خاندانی دہشت گرد ہے -" وو سامنے کھڑے صفدر کو دیکھ کر بولی -
 "سچ میں تم تو واقعی ہی خطرناک لڑکی ہوں -" صفدر گڑبڑایا تھا -
 "مجھے دوبارہ میسج نہ کرنا اب ---- چلو اسی بہانے شعر سنتے جاؤ -"
 اب اسکے اندر کا "مرزا غالب" جاگ چکا تھا - وو اپنا گلا صاف کرنے لگی
 "یہ نشیلی آنکھیں یہ خوبصورت بال ----" - صفدر شرما یا تھا -

وو لہرا لہرا کر سریلی آواز میں شعر گنگنا رہی تھی - صفدر شرما شرما کر سرخ
 ہو گیا تھا - پہلی بار کسی لڑکی نے اس کی تعریف کی تھی - شرمانا تو بنتا تھا -
 "آگے تو سنو ----" - وو مسکرا کر بولی -

"یہ نشیلی آنکھیں یہ خوبصورت بال ----"

تم آدمی ہو یا دجال ---- " - یہی وہاں کھڑی عوام کا قہقہہ گونجا تھا
 صفدر میاں کی رنگت زرد پڑ گئی تھی -

" دو نمبر لڑکی ---- " - وودانت پیس کر بولا -

" تم دو نمبر ----- تمہارا پورا خاندان دو نمبر ---- تمہارا سارا ٹبر دو نمبر
مجھے سے تو شیطان بھی پناہ مانگتا ہے تم تو پھر بھی انسان ہوں " - وو غصے
سے چیخی - تو صفر اسکو دیکھ کے رہ گیا -
" چلو " اب پھوٹو یہاں سے ---- " صفر وہاں سے نو دو گیا رہ ہو گیا - وو کندھے
پر بیگ سیدھا کرتی آگے کی جانب بڑھ گئی تھی -

#####

وو صبح گھر سے جلدی یونیورسٹی کیلئے نکلی تھی -

اس کو آج کالج میں ضروری اسائنمنٹ جمع کروانی تھی - اتنی گرمی میں وو بس کے دھکے کھا کر کالج پہنچی - اسائنمنٹ جلدی سے جمع کروائی -

گھر میں دادی اکیلی تھی -----

بس کو آنے میں تین سے چار گھنٹے لگ جاتے - کافی سوچ بچار کے بعد اس نے ٹیکسی آرینج کر لی تھی -

"اف----- کیا مصیبت ہے - یہ ٹیکسی کیوں نہیں آ رہی ---" وو جھنجھلائی

سپید رنگت، پیشانی پر پسینے کے قطرے صاف عیاں تھے -

چہرہ گرمی کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا -

"ایڈیٹ----- بد تمیز --- یہ سڑک تمہارے باپ کی جاگیر ہے کیا

جو ایسے گاڑی چلا رہے ہوں ---" - وو غصہ سے بلند آواز میں دھاڑی

تھی -

وو سڑک کے قریب ہی چل رہی تھی - تبھی پاس سے گزرتی "سفید کرو لا

نے یکدم سے کیچڑ میں سائیڈ ماری اور سارا کیچڑ "ماہرہ" کے کپڑوں اور

چہرے پر بکھیر گیا -

وہ گاڑی زرا دور جا کر رکی،، پھر ایک دم سے واپس پلٹی تھی -

ماہرہ کا پا رہ ہائی ہو چکا تھا ان تین نمونوں کو دیکھ کر ----

"تم لوگوں کو کسی نے تمیز نہیں سیکھائی ---- ایسے کون گاڑی چلتا ہے اندھوں کی طرح ---" وہ طنزیہ لہجے میں بولی - وہ تینوں اب کار سے نکل کر اس کے اسکے نزدیک آچکے تھے -

"خوبصورت سی آنکھیں،، پیارا سا چہرہ اور میٹھی سی آواز --- یہ تو ہوئی میری بات اور سناؤ کیسے ہو آپ -" شاہ میر کی زبان میں کھجلی ہوئی -

حیدر کا خوفناک قہقہہ گونجا -

"میرے ساتھ زیادہ بکواس نہیں کرو ورنہ منہ توڑ دو گی سمجھے -"

وو درشتگی سے انگلی اٹھا کر وارن کرنے لگی - زارون سنجیدگی سے بغور اس کو دیکھ رہا تھا -

ریڈ کلر کی شرٹ، وائٹ ٹراؤز کندھے پر سیلقے سے ڈوپٹہ لیے بالوں کو پونی میں مقید کیے وہ بلاشبہ حسین تھی - زارون خان کو اپنی یہ نک چڑی سی کزن بہت عزیز تھی -

"چپ کر میر --- بپجاری کا گرمی سے دماغ ہل گیا ہے اور تجھے مذاق سوجھ رہا ہے -"

حیدر زارون کے کندھے پر ہاتھ مار کر ہنسا - زارون نے ایک گھوڑی سے
 حیدر کو نوازا تھا - مگر ڈھیٹ انسان پر ذرا برابر اثر نہ ہوا -
 " اتنے وا حیات ہو پھر بھی حیات ہو کیسے ---- " - زہریلے لہجے میں پھنکاری
 اسکو اپنے یہ کنزن ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے -
 " تمیز سے لڑکی ورنہ ---- " - حیدر دانت پیس کر غرایا - زارون خاموشی
 سے اسکو دیکھ رہا تھا جو شعلہ جوالہ بنی ہوئی تھی -
 " ورنہ تم اپنی امی کو بلا لو گے ---- " - وواستزیہ مسکرائی -
 " اگر جلنے والا کا منہ کالا ہوتا تو تم اول نمبر پر ہوتی مس جل ککڑی " -
 حیدر نے دو بد و جواب دیا - ماہرہ نے خفگی سے زارون کو دیکھا جو بت بنا
 کھڑا تھا -

" تمہارا قصور نہیں حیدر ---- تمہاری تربیت ہی ایسی ہوئی ہے دولت تو
 مل گئی مگر شاید تمیز لینا بھول گئے " - اپنی اتنی بے عزتی پر زارون چپ
 نہ رہا تھا - اگر اس سے محبت تھی تو اسکا ہرگز مطلب نہیں کہ وو چپ چاپ
 اسکو اپنی تربیت پہ سوال اٹھتا دیکھتا رہے -

" حد میں رہو ---- اور تمہیں کس نے اجازت دی ہماری تربیت پہ انگلی
 اٹھانے کی " - زارون اہانت آمیز رویہ سے بولا - تو خفت کے مارے
 ماہرہ کا چہرہ سرخ پڑ گیا -

" کم آن یار --- یہ تو پاگل ہے لڑائی - کے سو آتا ہی کیا ہے اس جنگلی
 بلی کو - " حیدر نے زارون کو شانت کرتے ہوئے کہا -

زارون اس پر تنقیدی نگاہ ڈال کر گاڑی کی جانب مڑا،، پھر ایکدم سے
واپس پلٹا - اور اس کی کالی آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں ڈال کر ہلکا سا
مسکرایا -

"تم اتنی سنجیدہ کیوں ہوں ---" - ماہرہ بے یقینی سے زارون کو دیکھنے لگی
جو اب کھڑا مسکرا رہا تھا - پہلے والا غصہ اب کہیں نہیں تھا -
"تم سے مطلب -" ---- "وہ منہ بسور کر بولی -

"زیادہ سیریس مت رہا کرو تم دنیا میں آئی ہوں " ICU " میں نہیں -"
وہ شرارت سے گویا ہوا - تو وہ جل کر رہے گئی -

"کہاں جا رہی ہوں " - وہ اسکو آگے بڑھتا دیکھ پھر سے بولا - حیدر اور
شاہ میر انکی نوک جھوک کو انجوائے کر رہے تھے -

"جہنم میں ----" وہ چڑسی گئی

"ٹھیک ہے تو پھر جاؤ کھڑی کیوں ہوں " - وہ دلکشی سے زیر لب مسکرایا
ماہرہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی اس کی بات پر -

زارون گاڑی میں سوار ہو چکا تھا - حیدر بھی اسکے پیچھے لپکا،، تو شاہ میر
اس کے قریب آیا اور نہایت ہی دھیمے لہجے میں گویا تھا -

"مانو لفٹ چاہے کیا -"

"دفع ہو جاؤ ورنہ میں تمہارا سر پھاڑ دو گئی " - وہ غرائی تو شاہ میر ڈور کر

سرخ اینٹوں سے بنی اونچی نئی طرز کی یہ "خان حویلی" چاروں طرف
بوگن و یلیا میں گھری ہوئی تھی۔

بڑے سے صحن میں شمال کی جانب بنے کمروں کے درمیان راہداری
بیرونی آہنی گیٹ کی طرف جاتی تھی۔ اس حویلی کے دوپورشن تھے۔
شمال کی جانب "تیمور خان" اپنی بیگم اور دو بیٹوں کے ساتھ وہاں قیام پذیر
تھے۔ "زارون خان" چھ فٹ سے نکلتا قد، کسرتی جسم، براؤن
چمکتی آنکھیں، بلاشبہ دو ایک وجہ اور خوبصورت مرد تھا۔ وہ لڑکیوں کا
آئیڈل تھا۔

پھر تھا "حیدر خان" شوخ و شریر بلا کا پینڈ سم۔ وہ اپنی زندگی کو اپنی شرطوں
پر چننے والا انسان تھا۔ اپنی اڑھائی سو گرل فرینڈ کا اکلوتا بوائے فرینڈ
جبکہ مشرقی جانب "عرفان خان" انکے دو بچے تھے۔

"شاہ میر خان" اپنی وجاہت پر اسکو پورا یقین اور بھروسہ تھا۔ کہ
کوئی لڑکی اسکو ریجیکٹ نہیں کر سکتی۔ ہر ہفتے اسکی گرل فرینڈ اسکو چھوڑ
کر بھاگ جاتی تھی اسکی حرکتوں کی بنا پر۔

شاہ میر جیسے ڈھیٹ اور بے شرم انسان کو جھیلنا آسان تھوڑی ہے۔
یہ کسی عام لڑکی کے بس کی بات نہ تھی۔

پھر اسکے بعد آتی ہے ہماری معصوم سی "دیا خان" شہد رنگ آنکھوں
والی معصومیت اور خوبصورتی کی مثال تھی - وہ مستقبل کی ذہین ڈاکٹر تھی
دیا کی منگنی اسکے ماموں زاد حسن سے ہو چکی تھی -
دیا کی پڑھائی مکمل ہوتے ہی اسکی شادی طے تھی -
اور وہ تینوں بھی اس دن کے منتظر تھے جب دیا یہاں سے رخصت
ہوتی چھے وہ شان و شوکت سے رہتے -

#####

"ماہرہ ملک خضر حیات" صدف بیگم (زارون کی والدہ) کی بھتیجی
زارون اور حیدر کی ماموں زاد کزن -
ماہرہ کے والدین بچپن میں ایک حادثے میں چل بسے تھے -
صدف بیگم ماہرہ کو کچھ خاص پسند نہیں کرتی تھی - وہ ہر وقت اس سے
نالائقی رہتی تھی -
کالی آنکھوں والی کو سخت چڑھتی تھی اپنی پھپھو کے خاندان سے - خاص کر
وہ تین عجیب و غریب نواب زادے -
ماہرہ کی پرورش اسکی دادی نے کی تھی - تیمور صاحب نے بہت کوشش
کی تھی کہ وہ ماہرہ کو خان حویلی لے جائے مگر ماہرہ نے صدف بیگم کے
رویے کی وجہ سے انکار کر دیا تھا -

پھپھو کے کرخت رویے کی بنا پر ماہرہ کی کبھی اپنے کزنوں سے بنی ہی نہیں تھی -
خان حویلی میں وہ دیا کے کلو ز تھی - ماہرہ اسی کالج میں زیر تعلیم تھی جہاں
دیا تعلیم حاصل کر رہی تھی - وہ بلا جھجک اپنے ہر بات دیا سے شیئر کرتی تھی -
دونوں واقعی ہی بہت اچھی دوست تھیں -

#####

"آگ ایسی لگائی کہ مزہ آگیا ----

"لڑائی ایسی کروائی کہ مزہ آگیا ----

وہ سرشاری اور خوشی سے گنگاتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی تھی -

"پھر سے محلے میں لڑائی کر کے آرہی ہے -"

سامنے ہی خونخوار نظریں لیے "نازیگم" برجمان تھی طنزیہ - لہجے میں اپنے
سر پھری بیٹی کو دیکھ کر گویا تھی -

"قسم لے لیں اماں --- کالج سے نکل کر ناک کی سید سے چلتی ہوئی آپ کے

گھر کی دہلیز پر کھڑی ہوں -" وہ مصومیت سے ناک منہ چڑھا کر بولی -

نازیگم نے افسوس سے عیشال کو دیکھا تھا - وہ اپنی بیٹی کی رگ رگ سے

واقف تھیں -

"لو اب سینڈکی کو زکام ہو گیا ----" پھپھو نے درمیان میں لقمہ ،، دیا تو عیشال

نے مٹھیاں بھینچ کر انھیں گھورا -

"یہ فساد آپ کا پھیلا یا ہوا ہے نا پھپھو ---" وہ کن انکھیوں سے انھیں

"میرا بس چلے تو میں پھپھو لفظ دنیا سے ہی مٹا دو --- پھر ہر طرف سکون

ہی سکون " - عیشال دھیمے لہجے میں بڑبڑائی -

اسکی سرگوشی پھپھو کے تیز کانوں میں بخوبی پہنچی تھی -

"بڑی آئی مجھے مٹانے والی " - وہ ناک سے مکھی اڑانے والے انداز بولی تھیں -

"اپنی بکواس کو یہی بریک لگاؤ ---- جلدی سے کیچن میں تشریف لاؤ
برتن دھونے ہے تم نے " - نازیگم معاملے کو رفا دفع کرتی عیشال کو نیا
حکم صادر کر کے گویا تھیں -

"نہیں اماں پلیز --- یہ ظلم نہ کریں مجھ معصوم پہ ---

ویسے آپکی کلا شنکوف کہاں پر ہے ----- پدی نے برتن نہیں دھوئے
مجال ہے جو یہ لڑکی کام کو ہاتھ لگالیں متحرمہ --- سوئی پڑی ہو گئی " -
عیشال نے خفگی سے کہا -

اماں کا ہاتھ بے اختیار اپنی چپل کی جانب گیا تھا - نازیگم کو غصے میں
بھڑکتے دیکھ کر اپنے روم کی جانب بھاگی تھی - مبادا کہیں وہ اپنی
چپل سے عیشال کی خاطر مدارت ہی نہ کر دیں -
پھپھو اسکو سرپٹ دوڑتے دیکھ کر ہنس پڑی تھیں -

#####

ناز بیگم اور عباس صاحب کی دو بیٹیاں تھیں - انکی شادی پسند سے ہوئی تھی -
بڑی بیٹی عیسا "ل" سنہری آنکھوں ، والی بے تحاشہ حسن کی مالک -
وہ صرف دیکھنے میں معصوم تھی - حرکتیں اسکی شیطانوں والی تھی -
لوگ پناہ مانگتے تھے اس سے -----

فسا دن ،، لڑا کا طیارہ ،، مس چار سو بیس --- شاعری کو نین جیسے عظیم
القابات سے نوازاجاتا تھا - محلے کی ڈان تھی وہ -
"یشال عباس" غزالی آنکھوں والی ----
خوبصورتی کی جیتی جاگتی مشال ---- گجرے اور پائل کی شوقین
پھپھو کا چھوٹا بھیم --- اپنی اماں کی کلا شنکوف ----
عیسال کی پدی سی بہن ----

عباس صاحب کا ایک بھیانک روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو چکا تھا -
ناز بیگم نے باپ ماں دونوں بن کر انکی پرورش کی تھی -
عیسال اور یشال میں انکی جان بستی تھی -

#####

لاؤنج کے صوفے پر وہ تینوں برجمان تھے - سامنے دیوار گیر پر لگی سکرین روشن تھی - سکرین پر اس وقت پر موٹو پتلو کا رٹون چل رہے تھے - بڑے انہما م سے محو انداز میں سکرین پر آنکھیں گاڑھے ہوئے تھے - تبھی پاس سے گزرتی دیا ایک دم رکی -

"میرا جینا حرام کر کے یہاں مزہ لوٹ رہے ہیں --- ابھی بتاتی ہوں انکو" - دیا دل ہی دل میں گویا تھی - وہ پھرتی سے واپس مڑی اور ایک جھٹکے سے کیبل کی تار کھینچ دی -

"یہ کیا کیا تم نے دیا کی بچی ----" - حیدر تپ سا گیا - شاہ میر اور زارون بھی سیدھے ہوئے - وہ اپنے اس کارنامے پر بے حد خوش تھی - "میں نے کیا کیا ----" - وہ انجان بنی تھی - شاہ میر اور زارون کو بیک وقت اپنی ٹڈی پر بہت پیارا آیا تھا -

"معصومیت تو جیسے شہزادی صاحبہ پر آکر ختم ہوتی ہے --- دیکھ لو گا تمہیں" - وہ وارننگ دیتے ہوئے گویا تھا -

"معصوم اور تم حیدر ---- شکل نہیں دیکھی تم نے اپنی آئینے میں" - وہ تمسخر انداز میں ہنسی تھی - شاہ میر کا قہقہہ گونجا تو حیدر نے اسکو کڑی نگاہوں سے گھورا پھر بھی وہ باز نہ آیا تھا -

"مدتوں بعد پیدا ہوتے ہیں میرے جیسے معصوم اور شریف --- - " - حیدر
نے دیا کو تیکھی نظر سے گھورا -

دیا کا قہقہہ نکل گیا تھا اس کی بات پر - حیدر خان اور وہ بھی معصوم آج کی صدی
کا گھٹیا مذاق تھا ----

"تم دونوں نے سائیڈ کب سے بدل لی --- میں جاننا چاہوں گا " - حیدر نے
شاہ میر اور زارون کے ہسنے پر چوٹ کی ،، آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں -
" ڈھیلے اندر کر لو ---- ورنہ کہیں باہر ہی نہ گر جائیں " - دیا نے پھر چوٹ
کی - حیدر کے تاثرات یوں ہوئے مانو کڑوی کسیلی دو امنہ کا ذائقہ خراب
کرتے ہوئے حلق میں اتر گئی ہو -

"پیارو وہ بھی اس چھپکلی پر ---- نہ میرے طوطے میری اتنی بے عزتی مت
کر " - شاہ میر مصنوعی خفگی سے بولا - تو دیا کے سر پہ لگی تلوے بھچی تھی -
" لعنت بھی کیا چیز ہے ایڈریس نہ بھی ہو تو مستحق افراد تک باخوبی
پہنچ ہی جاتی ہے ---- " - وہ ہونٹ سختی سے بھینچ کر کاٹ کھانے کو
دوڑی تھی -

"ٹڈی سی ہے یہ ---- زبان دیکھو اس لڑکی کی ،،، تو بہ تو بہ " - حیدر نے
دیا کو کڑے تیوروں سے گھورتے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا -

" اپنی زبان کے متلیق کیا خیال ہے آپ کا --- " - وہ سینے پر ہاتھ باندھتی
 ہوئی اپنا دائیں ابرو اچکا کر استغفار کیا - تو حیدر نے ان دو نگوں پہ ایک
 نظر ڈالی جو بت بنے کھڑے اسکی حالت زار کا مزہ لے رہے تھے -
 " بیچارہ احسن --- مجھے شدید افسوس ہے تمہاری جیسی جنگجو لڑکی سے اپنا
 نصیب پھوڑے گا --- " - وہ دل جلانے والے انداز مسکرایا -
 " شرم ،،،،، حیا ،،،،، غیرت تم ان الفاظ سے یکسر انجان ہو حیدر
 جتنا آج کل مجھے تم پر غصہ آتا ہے لگتا ہے تمہاری موت میرے
 ہاتھوں ہو گئی ---- " - وہ دانت پیستی وہاں سے نکل گئی تھی -
 " مجھے دھمکی دی ---- حیدر خان کو ---- یہ ٹڈی خود کو سمجھتی کیا " -
 غصے سے اسکی پیشانی پر لکریں ابھری تھیں -
 " شاہ میر خان داموسٹ کیوٹ اینڈ پینڈسم شہزادے کی بہن --- " -
 شاہ میر نے لقمہ دیا - حیدر کا پارہ آسمان تک چڑھا گیا تھا -
 " کمینہ --- ذلیل ---- " - وہ اس پر دو حرف بھیجتا واک آؤٹ کر گیا
 تھا -

چھپے انکے بلند و بانگ قہقہے سنتا وہ مزید سلگ اٹھا تھا -
 " دیکھ لوں گا تم سب کو ---- " - منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا کمرے
 کی جانب چل دیا -